www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

تبصرہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عورتوں کے لیے سیاسی مناصب اور ملازمتیں

پچھلے دنوں میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ ایک سو ساٹھ کلیدی اسامیوں کے لیے حکومت کو درخواستیں مطلوب ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے ملازمتوں کے لیے صنفی امتیاز بھی ختم کر دیا تھا یعنی ان اسامیوں کے لیے عورتیں بھی درخواستیں دے سکیں گی ——— (نوائے وقت وغیرہ)

کہتے ہیں کہ حکومت نے اس فیصلہ کو واپس لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ بہرحال صورت کوئی ہو، خواتین کے لیے سرکار دربار میں شرف باریابی کے دروازے اب بھی کھلے ہیں۔ اسمبلی کی ممبری اور وزارت سے لے کر مختلف محکموں میں ملازمت اور امارت تک وہ فائز ہیں اور ہو رہی ہیں ——— اس کی وجہ سے انسانی اخلاق اور کیریکٹر پر جو غلط اثرات مرتب ہو رہے ہیں وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں قرآن و حدیث اور ائمہ دین کے ارشادات آپ کی خدمت میں پیش کریں تاکہ آپ اندازہ کر سکیں کہ اسلام میں ان نازنینوں کے لیے خلوت سے جلوت میں آنے کے لیے کتنی اور کیسی گنجائش ہے اور سرکاری ملازمتوں میں حصہ لینے کے لیے از روئے دین کس قدر اور کیسے حصہ لے سکتی ہیں۔؟

قرآنِ کریم کا ارشاد

قرآن نے عورت کا دائرہ کار اور مقام گھر کی چار دیواری مقرر کی ہے،

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ (پ۲۲۔ الاحزاب ع۴) ——— (اے بیبیو!) اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورت پری خانہ تو ہو سکتی ہے، شمعِ محفل نہیں۔ اقبال مرحوم نے اس نکتہ کو یوں ادا کیا ہے ؎

آغوشِ صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرۂ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر!

اس کے بعد بن سنور کر نکلنے سے منع فرمایا اور نماز، زکوٰۃ نیز اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تاکید کی، پھر فرمایا: وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ (الاحزاب۔ ع۴)

اور تمہارے گھروں میں خدا کی آیتیں اور دانائی کی جو باتیں پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو یاد کیا کرو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ حمید سے فرض اپنی اور خلقِ خدا کی اصلاح ہے۔ باہر بھی اور اندر بھی۔ مگر ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہیں صرف اپنی فکر چاہیئے۔ گھر میں رہ کر جو ہوسکتا ہے کرو، باہر نکلنے کی ضرورت نہیں اور سرکاری ملازمتوں کا دائرہ کار گھر نہیں "باہر" ہے۔ اس لیے یہ سیاسی گراؤنڈ زنانہ ٹیم کے لیے بالکل ناسازگار ہے۔

پردہ کی پابندی: ——— ہمیں حکم ہوتا ہے: ———

اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ——— (الاحزاب)

جب کوئی چیز تم ان (عورتوں) سے مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو۔

ظاہر ہے جو سربراہِ مملکت ہو اس کے لیے یہ پابندی بے معنی شے ہے اور نہ یہ اس کے لیے ممکن ہے ہو سکتا ہے کہ بعض یہ فرمائیں کہ ان آیات کا تعلق تو ازواجِ مطہرات سے ہے تو عرض ہے کہ جہاں اتنی احتیاط خود ازواجِ مطہرات جیسی مبارک ماؤں کے لیے ضروری ہے وہاں دوسری تیسری خواتین اور پاکستانی ماؤں کے لیے کتنی ہونی چاہیئے۔ اس کے علاوہ مفسرین نے لکھا ہے کہ گو ان آیات میں خطاب ازواجِ مطہرات کو کیا گیا ہے تاہم ان کا حکم عام ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

لان مورودها ان کان خاصا فی حق ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکن الحکم عام لکل من المؤمنات ——— (تفسیر احمدی)

یعنی گو ان آیات کا نزول ازواجِ مطہرات کے بارے میں ہوا ہے تاہم حکم عام ہے اور اس میں تمام مسلمان عورتیں شامل ہیں۔

صحابہؓ کا تعامل:

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ صحابہؓ اور صحابیاتؓ نے اس حکم کی سختی سے پابندی کی تھی۔

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسدون الثقب والکوی فی الحیطان لئلا تطلع النساء علی الرجال ——— (مجالس الابرار)

یعنی حضور کے صحابہ دیواروں کے جھروکوں اور سوراخوں کو بند کر دیا کرتے تھے تاکہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں ——— حضورؐ کا ارشاد ہے:

المرءة عورة فاذا خرجت استشرفها الشیطان ——— (ترمذی۔ ابن مسعود)

عورت سراپا عریانی کا نام ہے جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہے یہ امور ایک سربراہِ مملکت اور افسری کے فرائض اور پوزیشن کے لحاظ سے بالکل بے جواز ہیں۔ ملک کا فرمانروا اور افسر چھپ کر نہیں بیٹھ سکتا اور نہ ہی اس طرح کارِ حکومت کی تکمیل ممکن ہوتی ہے۔

ذمہ دار: ——— فرمایا

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النسآء) مرد عورتوں کے ذمہ دار اور نگران ہیں۔

تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ:

لانهن ناقصات عقل ودين والرجال بعكسهن كما لا يخفى

کیونکہ مردوں کے برعکس عورتیں عقل اور دین میں ناقص ہیں۔

تابعدار: ——— اس کے بعد فرمایا:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ ——— (النساء، ع ۶) پھر جو عورتیں نیک ہیں وہ تابعدار ہیں

تابعدار، ذمہ دار اور نگران نہیں ہوتا۔

تادیب:

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ——— (النساء - ع ۶)

اور تمہیں جن کی بدخوئی کا ڈر ہے ان کو سمجھاؤ اور ان کے بستر سے الگ کر دو اور ان کو مارو۔

تادیب، نگران کا کام ہوتا ہے، محکوم کا نہیں۔

اطاعت:

فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ——— (النساء - ع ۶)

اب اگر وہ تمہاری اطاعت کر لیں تو تم ان پر الزام کی راہ مت تلاش کرو۔

اطاعت شعاری، نگران اور رہنما کا شیوہ نہیں ہوتا، رعایا کا ہوتا ہے۔ گویا کہ یہ جنس فطری طور پر تابعدار بنائی گئی ہے۔ رہنما، نگران اور حاکم نہیں بنائی گئی ہے۔ اسی لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ چند لمحے بحیثیت نگران بسر کرنے کے بعد مرتے دم تک پچھتاتی رہیں بلکہ یہاں تک کہہ ڈالا کہ مجھے حضور کے روضۂ پاک میں نہ دفن کیجئیو کیونکہ مجھ سے ایک جرم ہو گیا ہے یعنی یہی میدانِ سیاست میں نکلنے کا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیثِ پاک

کمزور جنس:

"رویدک یا انجشة لا تکسر القواریر قال قتادة یعنی ضعفة النساء"

اے انجشہ! تو (گانا) چھوڑ دے! شیشے نہ توڑ۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں اس سے مراد عورتوں کی کمزوری ہے ———— (بخاری و مسلم عن انسؓ)

محدثِ دہلویؒ لکھتے ہیں:

شبه النساء بالقواریر فی الرقة و الضعف و سرعة الانکسار (لمعات)

یعنی عورتوں کو شیشے سے ۔۔۔ تشبیہ دی ہے۔ رقت میں، کمزوری میں اور جلدی چکناچور ہونے میں۔

غور فرمایئے! جس آبگینے کی نزاکت کا یہ عالم ہو کہ صرف حسنِ آواز کی لطیف ٹھوکر سے چکناچور ہو سکتا ہے اسے کارزارِ سیاست کے جھگڑوں، طوفان و زلازل اور ایٹم بموں کی مشتعل دنیا میں قدم رکھنے کا کیسے حوصلہ ہو سکتا ہے کیونکہ حاکم اور سربراہِ مملکت کے لیے توانا، سخت اور چٹان کی مانند مضبوط ہونا ضروری ہے اور عورت کے مندرجہ بالا نقائص اس سربراہی کے بوجھ کے قطعاً متحمل نہیں ہو سکتے۔ خاصکر جو شخص جلد متاثر ہو سکتا ہے وہ خواہ مرد ہی کیوں نہ ہو، سربراہی کے لائق نہیں ہوتا۔ اور جس جنس کی خاصیت ہی "زود پذیری" اور "جلد متاثر ہونا" ہو وہ اس کی کیسے اہل ہو سکتی ہے؟

وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہو گی:

حضور علیہ السلام نے ایران کی ایک شاہزادی کی سربراہی کا ذکر سن کر فرمایا تھا:

لن یفلح قوم ولّوا امرھم امرأة ———— (بخاری)

وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہو سکے گی جس نے کسی عورت کو اپنا حکمراں بنا لیا۔

پرویز شاہِ کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا تھا۔ اور چھ ماہ بعد وہ خود بھی چل بسا تھا۔ ولی عہد اور کو[ئی] نہیں تھا، مجبوری تھی، اس پر انہوں نے شاہزادی بوران کو تخت پر بٹھا دیا اور بالکل اسی طرح جس طرح کبھ[ی] ہر طرف سے مایوس ہو کر متحدہ محاذ نے محترمہ فاطمہ جناح کو انتخاب کیا تھا۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر مندر[جہ] بالا ارشاد ہوا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابو بکرہؓ صحابی نے حضور کا یہ ارشاد اس وقت سنایا تھا جب متحدہ محاذ (حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ) کی طرف سے کسی نے ان کو حضرت صدیقہؓ کی قیادت میں لڑائی کے لیے دعوت دی تھی۔

غور فرمائیے! یہ دونوں محل و موقعے کس قدر یاس انگیز اور مجبوری کے موقعے ہیں لیکن اس کے باوجود ارشاد ہوتا ہے "کامیابی مشکل ہے" حالانکہ حالات کا جو اضطرار تھا اس کی بنا پر یہ کہہ دیا جاتا، "خیر! کوئی حرج نہیں" مگر ایسا نہیں کہا ــــ کیوں؟ صرف اس لیے کہ عورت کی قیادت سنت نہ بن جائے اور خود حضرت صدیقہؓ نے اس حدیث کو سننے کے بعد بہت غم کیا اور آپ جب کبھی آیت وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ پڑھتیں تو رو پڑتیں یہاں تک کہ آنچل تر ہو جاتا ــــــــــــ (در منثور)

حضرت امام نسائیؒ نے مندرجہ بالا حدیث کا عنوان یہ رکھا ہے۔

"النھی عن استعمال النساء فی الحکم" ـــــ (نسائی شریف جلد ۲، صفحہ ۳۰۴)

یعنی حکومت میں عورتوں کو مقرر کرنے کی ممانعت کا بیان

ائمہ دین کے ارشادات

علامہ نسفی: نے سربراہ کے لیے یہ شرطیں لگائی ہیں:

یشترط ان یکون من اھل الولایۃ المطلقۃ ای مسلما حرا ذکرا عاقلا بالغا

یعنی اس کے لیے یہ شرط ہے کہ مسلمان ہو۔ آزاد ہو، مرد ہو اور عاقل بالغ ہو۔ (عقائد نسفی)

پھر فرمایا۔ عورت نہ ہو، کیوں؟

والنساء ناقصات عقل و دین ــــــ یعنی عورتیں عقل اور دین دونوں لحاظ سے نامکمل ہیں

مصنف نبراس:

نبراس کے مصنف نے شرح عقائد نسفی میں عورت کی سربراہی کے عدم جواز کے لیے چار وجوہات بیان فرمائی ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ عورت عقل اور دین دونوں میں ناقص ہے۔

۲۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس قوم نے اپنا والی عورت کو بنایا وہ کبھی کامیاب نہ ہوگی۔

۳۔ عورت کے لیے پردہ اور مردوں کی محفل میں جانے سے پرہیز ضروری ہے۔

۴۔ عدم جواز پر امت کا اجماع ہے جو بیچاری امامتِ صغریٰ (نماز) کی اہل نہیں وہ امامتِ کبریٰ (حکومت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اہل کیسے ہو سکتی ہے؟ ——— (ملخصاً نبراس ۵۲۶)

شیخ محدث دہلویؒ:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

ازیں جا معلوم شد کہ زن قابلِ ولایت و امارت نیست ——— (اشعۃ اللمعات)

یعنی مندرجہ بالا حدیث کی رو سے ثابت ہوا کہ عورت حکومت اور امارت کی اہل نہیں ہے۔

صوفیاءِ کرام کا فیصلہ:

حضرت امام شعرانی فرماتے ہیں کہ سربراہِ مملکت کے لیے مرد ہونا شرط ہے اور فرمایا، اہل کشف صوفیاء کرام نے مذکر ہونے کی شرط، ہر داعی کے لیے لازمی قرار دی ہے اور آج تک ہمیں کسی سے یہ اطلاع نہیں پہنچی کہ مریدوں کی اصلاح کے لیے میدان میں سلف صالحین کی کوئی خاتون اتری ہو۔ عورتیں نیک تو ہو سکتی ہیں لیکن سیاسی سربراہ اور داعی نہیں ہو سکتیں جیسے حضرت مریمؑ اور آسیہؓ مبارک ہستیاں تھیں۔ ان کی عبارت یہ ہے:

"وقد اجمعوا علی اشتراط ذکورۃ .... وقد اجمع اھل الکشف علی اشتراط الذکورۃ فی کل داع الی اللہ ولم یبلغنا ان احدا من نساء السلف الصالح تصدرت لتربیۃ المریدین ابدا لنقص النساء فی الدرجۃ وان ورد الکمال فی بعضھن کمریم بنت عمران واٰسیۃ امرأۃ فرعون فذلک کمال بالنسبۃ للتقوی والدین لا بالنسبۃ للحکم بین الناس وتسلیکھم فی مقام الولایۃ وغایۃ امر المرأۃ ان تکون عابدۃ زاھدۃ" (میزان کبریٰ)

اسی طرح ائمہ احناف کی مشہور اور مستند کتاب بلکہ فتاویٰ درمختار اور اس کی شرح شامی المعروف رد المحتار میں بھی عورت کے لیے سربراہی کو حدیث مذکور کے لحاظ سے ناجائز قرار دیا گیا ہے [1]

ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ کہیں کہ مندرجہ بالا تصریحات تو صدرِ مملکت کے منصب کے بارے میں ہیں، دیگر ملازمتوں کے بارے میں نہیں لیکن ہمارے نزدیک اس کے تحت تمام سرکاری ملازمتیں ہیں چنانچہ ا... دین نے اس کی تصریح فرمائی ہے:

[1] ملاحظہ ہو رد المحتار جلد ۴ صفحہ ۴۹۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام خطابیؒ: امام خطابیؒ فرماتے ہیں:

ان المرأة لا تلی الامارة ولا القضاء یعنی عورت قضا اور امارت کے منصب پر فائز نہیں ہوسکتی۔

(فتح الباری)

علامہ آلوسی

تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی بغدادی اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قد ورد انھن ناقصات عقل ودین والرجال بعکسھن ولذا خصوا بالرسالة والنبوة علی الاشھر وبالامامة الکبری (جلد ۵ صفحہ ۲۳)

یعنی حدیث میں وارد ہے کہ عورتیں مردوں کے برعکس عقل اور دین میں ناقص ہیں۔ اس لیے رسالت، نبوت اور امامت (مملکت کی سربراہی) کو صرف مردوں کے لیے مخصوص کیا گیا ہے۔

جامع صغیر کی شرح: السراج المنیر میں لن یفلح والی حدیث کے تحت لکھا ہے کہ:

"لنقصھا وعجزھا والوالی مامور بالبروز للقیام بشان الرعیة والمرأة عورة لا تصلح لذلک فلا یصح ان تتولی الامامة ولا القضاء"

یعنی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ وہ عقل، دین اور قوت کے لحاظ سے ناقص اور ناتواں ہے اور رعیت کی نگرانی کے لیے والی مملکت کو کھلم کھلا سامنے آنا پڑتا ہے، چونکہ عورت سراپا شرم و حیا ہے۔ اس لیے وہ اس کی اہل نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا اس کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ وہ امامت (حکومت) اور قضا (ججی) کی ذمہ داری سنبھال سکے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں:

"ہماری شریعت میں عورت کو بادشاہ بنانے کی ممانعت ہے۔ پس بلقیس کے قصہ سے کوئی شبہ نہ کرے۔ اوّل تو یہ فعل مشرکین کا تھا۔ دوسرے اگر شریعتِ سلیمانیہ نے اس کی تقریر بھی کی ہو تو شرع محمدی میں اس کے خلاف ہوتے ہوئے وہ حجت نہیں۔"

(بیان القرآن جلد ۸ صفحہ ۸۵)

حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

بانیٔ امیرِ جماعتِ اسلامی حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں کہ:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ تعالیٰ کا رسول ...... اسلامی سماجی نظام کا پورا پورا تصور اپنے سامنے رکھ کر سوچتا ہے تو وہ حکمت کا تقاضا یہی پاتا ہے کہ عورتوں کو سیاست سے مستثنیٰ رکھا جائے۔ وہ پوری طرح سمجھ جاتا ہے کہ اگر گھروں کے اندر مرد عورتوں کے لیے قوام ہیں تو ریاست کی مجموعی قوامیت کے لیے بھی مرد ہی موزوں ہو سکتے ہیں، خواتین نہیں۔" [1]

"مجالس قانون ساز کی رکنیت کا حق عورتوں کو دینا مغربی قوموں کی اندھی نقالی ہے۔ اسلام کے اصول اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتے۔ اسلام میں سیاست اور انتظامیہ ملکی کی ذمہ داری صرف مردوں پر ڈالی گئی ہے۔" (دستوری تجاویز، مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی ص ۶)

۳۱ علماء کا متفقہ فیصلہ:

جنوری ۱۹۵۱ء میں مختلف مکاتیب فکر کے ۳۱ علماء کرام نے کراچی میں بیٹھ کر دستوری تجاویز اور ترامیم کا ایک متفقہ خاکہ مرتب فرمایا تھا۔ اس میں لکھا ہے:

"رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے۔" (متفقہ فیصلہ ص ۳۔ شائع کردہ جماعت اسلامی)

ان تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ عورتوں کو سرکاری ملازمتوں میں نہ گھسیٹا جائے کیونکہ ان کے دوش ناتواں ان گرانباریوں کے متحمل نہیں ہیں۔

صدقۃ الفطر

صدقۃ الفطر ہر مسلمان چھوٹے بڑے، مرد عورت کے لیے عید کی نماز سے قبل دیندار محتاجوں کو ادا کرنا ضروری ہے تاکہ وہ بھی عید کی خوشی میں شریک ہو سکیں۔ اس کی مقدار عمومی اجناس خوردنی سے وہ صاع حجازی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں رائج تھا۔ ہمارے مروجہ اوزان کے اعتبار سے اس کا پورا پورا حساب دو سیر دس چھٹانک تین تولے چار ماشے ہے۔ موٹے حساب سے پونے تین سیر ادا کر دینا بہتر ہے۔ اگر کوئی شخص گندم وغیرہ کی بجائے آج کے حساب سے پیسے دینا چاہے تو اس کی قیمت تقریباً ایک روپیہ دس آنے بنتی ہے۔

[1] ترجمان القرآن، جنوری ۱۹۵۳ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ